© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

از مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

متحدہ قومیت اور اسلام

تقریباً ایک سال سے "متحدہ قومیت اور اسلام" اور "معاہدہ میو، علمی نقطۂ نظر سے" کے عنوا
سے جس بحث کا سلسلہ شمس العلما رمولانا عبدالرحمٰن صاحب اور مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کے د
برہان کے صفحات میں جاری تھا، وہ اس اشاعت پر ختم ہو رہا ہے۔ اس بحث کا آغاز چونکہ حضرت مولانا
حسین احمد صاحب مدنی کے رسالہ پر ایک تنقیدی نظر سے ہوا تھا۔ اس لیے ناظرین کرام کو یہ یاد دلانا ضروری
اوّل اوّل جب مولانا موصوف نے دہلی کے ایک جلسہ میں "متحدہ قومیت" کا ذکر کیا اور ایک اخبار میں اس
غلط سلط رپورٹ شائع ہوئی تو سب سے پہلے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظ
ایسے تلخ لہجہ میں کیا جو اُن جیسے شائستہ اور سنجیدہ انسان کے شایانِ شان نہ تھا۔ اقبالِ مرحوم کی اس تحر
اخبارات میں شائع ہونا تھا کہ دونوں طرف سے مضامین نثر و نظم کا تانتا بندھ گیا۔ لیکن اسی ہنگامہ میں ج
مولانا حسین احمد صاحب نے اپنا ایک بیان شائع کیا اور اُس میں یہ واضح کر دیا کہ اُنھوں نے تقریر میں
الفاظ کہے تھے، اور اُن سے اُن کی مراد کیا تھی۔ تو اگرچہ بعض خود غرض لوگوں نے پھر بھی جناب موصوف
طعن و تشنیع اور سب و شتم میں کوتاہی نہیں کی۔ مگر جہاں تک مرحوم ڈاکٹر اقبال کی ذات کا تعلق تھا اُن کا
مولانا کی طرف سے صاف ہو گیا۔ اور اس کا اظہار اُنھوں نے ایک معذرت نامہ لکھ کر کر دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ صحیح ہے کہ "قومیت متحدہ" کا لفظ ایک حد تک مغالطہ میں ڈالنے والا ہے۔ اور خصوصاً اُس وقت جبکہ اس کا اعلان اُن لوگوں کی طرف سے ہو جو مذہب وملت کی تفریق کو بالکل ناقابل اعتنا قرار دیتے ہوں، اور وطنی اشتراک پر ہی تمام تحریکوں کی بُنیاد رکھتے ہوں۔ لیکن اگر یہ صحیح ہے کہ ایک مبہم کلام سے اُس مراد کا تعین متکلم کی خود اپنی تفصیل وتشریح سے اُس کی زندگی کے واضح احوال وکوائف سے اور اس کے ذاتی رجحانات ومعتقدات کی روشنی میں ہی ہو سکتا ہے۔ تو ایک مومنِ صادق کا فرض ہے کہ وہ محض ایک مبہم لفظ کو سن کر اپنی طرف سے کوئی خاص مفہوم مراد نہ لے، بلکہ خود متکلم کے بیان سے اُس کا مطلب متعین کرنے کی کوشش کرے۔ مولانا حسین احمد صاحب قبلہ "متحدہ قومیت" سے کیا مُراد لیتے ہیں؟ اس کی توضیح وہ متعدد بیانات میں کر چکے ہیں۔ ہم ذیل میں ایک اقتباس درج کرتے ہیں جو مولانا کے خطبۂ صدارت سے ماخوذ ہے۔ آپ نے یہ خطبہ جونپور کے اجلاس جمعیۃ العلماء میں پڑھا تھا۔ فرماتے ہیں:

ہم باشندگانِ ہندوستان بحیثیت ہندوستانی ہونے کے ایک اشتراک رکھتے ہیں جو کہ اختلاف مذاہب اور اختلاف تہذیب کے ساتھ ہر حال میں باقی رہتا ہے۔ جس طرح ہماری صورتوں کے اختلافات، ذاتوں اور صنفوں کے تباین، رنگتوں اور قامتوں کے افتراقات سے ہماری مشترکہ انسانیت میں فرق نہیں آتا، اسی طرح ہمارے مذہبی اور تہذیبی اختلافات ہمارے وطنی اشتراک میں خلل انداز نہیں ہیں۔ ہم سب وطنی حیثیت سے ہندوستانی ہیں اور وطنی منافع کے حصول اور مضرات کے ازالہ کا فکر اور اُس کے لیے جد وجہد مسلمانوں کا بھی اسی طرح فریضہ ہے، جس طرح دوسری ملتوں اور غیر مسلم قوموں کا۔ اس کے لیے سب کو مل کر پوری طرح کوشش کرنی ازبس ضروری ہے۔ اگر آگ لگنے کے وقت تمام گاؤں کے باشندے آگ نہ بجھائینگے۔ سیلاب آنے کے وقت تمام گاؤں کے بسنے والے بند نہ باندھینگے تو تمام گاؤں برباد ہو جائیگا اور سبھی کے لیے زندگی وبال ہو جائیگی، اسی طرح ایک ملک کے باشندوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا فرض ہے، خواہ وہ ہندو ہوں، یا مسلمان، سکھ ہوں یا پارسی، کہ ملک پر جب کوئی عام مصیبت پڑ جائے تو مشترکہ قوت سے اس کو دور کرنے کی جد وجہد کریں۔ اس اشتراکِ وطنی کے سب پر یکساں فرائض عائد ہوتے ہیں۔ مذاہب کے اختلاف سے اس میں کوئی رکاوٹ یا کمزوری نہیں ہوتی۔ ہر ایک مذہب پر پوری طرح قائم رہ کر ایسے فرائض انجام دے سکتا ہے یہی اشتراک میونسپل بورڈوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں، کونسلوں اور اسمبلیوں میں پایا جاتا ہے اور مختلف المذاہب ممبر فرائض شہر یا ضلع یا صوبہ یا ملک کو انجام دیتے اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ یہی معنی اس جگہ "متحدہ قومیت" کے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے معانی جو لوگ سمجھ رہے ہیں وہ غلط اور ناجائز ہیں۔ یورپین لوگ قومیت متحدہ کے جو معنیٰ مراد لیتے ہوں۔ اور جو کانگریسی اشخاص انفرادی طور پر معانی بیان کرتے ہوں اُن سے یقیناً جمعیۃ العلماء بیزار اور تبری کرنے والی ہے"۔ ص ۴۵ و ۴۶

اس تفصیل کے بعد کسی مسلمان کو یہ اشتباہ نہ رہنا چاہیے کہ مولانا نے متحدہ قومیت سے کوئی ایسا مفہوم مراد لے لیا ہے جو شریعتِ اسلام کے منشا یا مسلمانانِ سلف کے کسی عمل کے خلاف ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اپنی مراد کو ظاہر کرنے کے لیے مولانا نے جو پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے اس میں شائبۂ مجاز پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسامحت ہو گئی ہے لیکن منطق کا مسلّمہ اصول لا مشاحۃ فی الاصطلاح اس مسامحت کے لیے وجہ اعتذار ہو سکتا ہے۔

"متحدہ قومیت سے مراد" کے متعلق جو بحث تھی، اُس کا فیصلہ ہو جانے کے بعد اصلاً یا ضمناً جو دوسرے مباحث پیدا ہو گئے تھے۔ یعنی یہ کہ یہود مدینہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ تھا یا نہیں؟ اور اگر ہوا تھا تو اُس میں کون کون سے قبائل شریک تھے؟ قرآن مجید میں جن کو بنو اسرائیل فرمایا گیا ہے اُن سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور نیز یہ کہ ان روایات سے "متحدہ قومیت" کے لیے استدلال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رست ہے یا نہیں ؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب علمی مباحث تھے جن کے متعلق قارئین برہان کو اعتراف ہوگا
دونوں جانب سے بکمال سنجیدگی و متانت دادِ تحقیق دی گئی ہے۔ البتہ کہیں کہیں کچھ تلخی ضرور پیدا ہو گئی
ہے لیکن اُس کی معذرت میں غالب کا یہ شعر خفیف سے تغیر کے ساتھ بے تکلف پڑھا جاسکتا ہے۔

مقطع میں آپڑی تھی سخن گسترانہ بات
مقصود اُس سے قطع محبت نہیں مگر

رہی یہ بات کہ فیصلہ کیا ہوا؟ اِ محض گفت شنید سے کسی مسئلہ کا آج تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا ہے اور نہ آئندہ
پس اس بحث کا یہی فائدہ کیا کم ہے کہ مختلف علمی مباحث بسط و تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آگئے
اور اس نوعیت کے ساتھ کہ بحث کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہا۔

وللناس فیما یعشقون مذاہب

مولانا محمد حفظ الرحمٰن کی گرفتاری

اخبارات سے یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہمارے رفیق محترم مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ۲۱،۲۲
ت کی درمیانی شب میں دفتر جمعیۃ علماء ہند سے گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ آپ پر ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ
کے تحت ایک تقریر کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے، جو آپ نے جامع مسجد دہلی میں کی تھی۔ مولانا کے
لیے یہ کوئی پہلا ابتلاء نہیں ہے، بلکہ وہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ جرم حق گوئی میں قید و بند کی تکالیف
بڑے صبر و استقلال اور ہمت و پامردی سے برداشت کر چکے ہیں۔ اور خدا کے فضل و کرم سے توقع ہے
کہ اس جدید امتحان میں بھی وہ اسی طرح کامیاب و کامراں رہینگے۔ ہمیں اپنے محترم بھائی کی اس عارضی
جدائی کا قلق ضرور ہے اور اس رنج و ملال میں مولانا کے بے شمار احباب اور ارادتمند شریک ہیں۔
لیکن ساتھ ہی اس بات کی خوشی ہے کہ اُنھوں نے اپنے اس عمل متواتر سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ
ان ارباب عزیمت میں سے ہیں جو مسلمانوں کی اجتماعی مصیبت کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتے ہیں اور

© rasailojaraid.com